یہ وہی معرکۃ الآرا کتاب ہے جسے امام محمدؒ نے تین سال تک مدینہ منورہ میں رہ کر حضرت امام مالکؒ سے پڑھنے کے زمانہ میں لکھا ہے اور واپسی پر ان کے تلمیذ رشید امام ابو موسیٰ عیسیٰ بن ابان بن صدقہؒ متوفی ۲۲۱ھ نے اس کی روایت کی ہے۔ امام محمدؒ نے اس کتاب میں ہر باب کے شروع میں اپنے شیخ امام ابو حنیفہؒ کا قول نقل کیا ہے۔ پھر اہلِ مدینہ کا قول نقل کیا ہے۔ اس میں کہیں کہیں امام مالکؒ کے اقوال بھی آگئے ہیں۔ اس کے بعد امام ابو حنیفہ کی تائید و ترجیح میں احادیث و آثار سے شواہد و دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کا صرف ایک نسخہ مدینہ منورہ کے کتب خانہ محمودیہ میں تھا مگر ناقص تھا۔ ترکی میں دو نسخوں کا پتہ چلا، مگر ان میں سے ایک مدینہ منورہ ہی کے نسخہ کی نقل تھا۔ حیدرآباد میں مولانا انوار اللہ صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ تھا جو مدینہ والے نسخہ کی نقل تھا۔ ان سب مخطوطات سے یہ مطبوعہ نسخہ مرتب و منقح کیا گیا ہے اور اس کی تصحیح و تشریح کی خدمت جناب مولانا مفتی مہدی حسن صاحب شاہ جہاں پوری مفتیِ اعظم دارالعلوم دیوبند نے بیس سال کی مدت میں انجام دی ہے۔ حق یہ ہے کہ مولانا موصوف نے تعلیق و تحقیق کا حق ادا فرمایا ہے۔ اور اس سے مولانا کے علم و فضل کی گیرائی اور گہرائی کا پتہ چلتا ہے۔ مولانا کی علمی کاوشوں نے اس عظیم کتاب کی اہمیت و افادیت کو چار چاند لگائے ہیں۔

اس کتاب کا رنگ مناظرانہ ہے۔ امام محمدؒ نے اہلِ مدینہ کے اقوال کے مقابلہ میں اپنے استاد امام ابو حنیفہؒ کی تائید میں مختلف طرق سے احادیث و آثار کے انبار لگائے ہیں اور نہایت بصیرت کے ساتھ احادیث و آثار پر کلام فرمایا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت نے احناف کی حدیث دانی اور محدثانہ نقد و نظر کو نہایت واضح انداز میں ظاہر کیا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے تلامذہ احادیث و آثار سے سرمو تجاوز کر کے قیاس و رائے سے کام نہیں لیتے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے احناف کی محدثانہ کاوشوں کا صحیح علم ہو جاتا ہے۔ ابھی پہلی جلد شائع ہوئی ہے جو ۵۹۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کے صفحہ صفحہ سے فقہ حنفی کے احادیث و آثار سے متنبط ہونے کا کامل یقین پیدا ہوتا ہے، ورنہ عام طور سے ان ائمہ احناف کی کتابوں میں احادیث کی اسانید و روایات کے بجائے ان سے فقہی مسائل کا استخراج ہوتا ہے۔ جب کہ علمائے حجاز اسانید و روایات اور ظاہری الفاظ و معنی پر زور دیتے ہیں۔ اس کتاب کے ص ۲۴، ص ۲۵، ص ۲۹، ص ۴۴، ص ۹۴، ص ۹۵، ص ۱۲۸، ص ۱۵۸، ص ۱۶۶، ص ۱۶۸، ص ۱۶۹، ص ۱۷۳، ص ۱۸۰، ص ۱۸۷، ص ۲۰۴، ص ۲۰۹، ص ۲۱۲، ص ۲۱۶، ص ۲۲۰، ص ۲۲۵، ص ۲۲۶،

صہ ۲۲۹ ، صہ ۲۵۱ ، صہ ۲۵۷ ، صہ ۲۶۹ ، صہ ۲۷۰ ، صہ ۲۷۲ ، صہ ۲۷۴ ، صہ ۲۸۸ ، صہ ۲۹۰ ، صہ ۲۹۲ ، صہ ۳۱۶ ، صہ ۳۱۹ اور صہ ۳۹۲ خاص طور سے اس سلسلہ میں قابلِ دید ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ حنفی کا مدار احادیثِ رسولؐ اور آثارِ صحابہ پر دوسروں کے مقابلہ میں کس قدر زیادہ ہے۔ 'صدق' کے صفحات اجازت نہیں دیتے ورنہ اس کتاب کے کچھ اقتباسات پیش کیے جاتے۔

ہماری رائے میں کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ ہمارے مدارس اور علماء کے یہاں ضرور ہونی چاہیئے۔ غیروں کے الزامات کا شکوہ کیا کیجیئے خود احناف نے یہ تقصیر کیا کم کی ہے کہ اپنے ان ائمہ متقدمین کی کتابوں کو چھوڑ کر متاخرین علمائے عجم کی فقہی کتابوں کو یوں رواج دیا کہ فقہ حنفی کی تاسیسی کتابوں کا پڑھنا تک بار خاطر ہو گیا۔ امام محمدؒ کی الجامع الکبیر، امام ابو یوسفؒ کی کتاب الآثار، امام سرخسیؒ کی اصولِ فقہ، امام طحاویؒ کی مختصر الفقہ جیسی بنیادی کتابیں اس ادارہ سے شائع ہو چکی ہیں۔ مگر کتنے علمائے احناف اور مدارس ہیں جنہوں نے ان کتابوں کو دیکھا بھی ہو۔ کتاب الحجۃ تین چار جلدوں میں مکمل ہو گی۔ پہلی جلد بڑے صفحات کے ۴۹۵ صفحات پر نہایت عمدہ عربی ٹائپ میں حیدرآباد میں چھپی ہے۔ قیمت بیس پچیس روپیہ سے کیا کم ہو گی؟ پھر بھی یہ کتاب ارزاں اور علمی ذوق والوں کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ حضرت مولانا ابوالوفا افغانی صدر مجلس احیاء المعارف النعمانیہ ۵۶۴ جلال کوچہ حیدرآباد سے مل سکتی ہے۔ اس گئے گذرے حال میں بھی علمائے ہندوستان عالمِ اسلام کے علماء کے دوش بدوش چل کر علمی اور تخلیقی کاموں میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔ (صدق جدید لکھنؤ، ۲۰ اگست ۱۹۶۶ء)

احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت

(مولانا محمد تقی صاحب امینی)

عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کیا حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کیا حالانکہ پہلے اس کی ضرورت نہ تھی۔ علیحدگی کے بعد قواعدِ عدالت مقرر کئے، قاضیوں کے انتخاب کے طریقے وضع کئے اور ان کو خاص خاص ہدایتیں دیں۔

ابوموسیٰ اشعری گورنر کے فرمان میں صیغۂ عدالت کے یہ اصول درج ہیں:-

فان القضاء فريضة محكمة وسنة … قضاء ایک محکم فریضہ اور سنت متبعہ ہے اس معاملہ کو